جناب حافظ امان اللہ ۔ اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

نصیحت کا جامع شرعی مفہوم

امت کے درمیان دین کی دعوت کو قرآن و حدیث میں نصیحت کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے ۔ یہ لفظ اپنے اندر بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے ۔ چنانچہ لغت کی رو سے اس کے معنی ہیں دھوکا نہ دینا ، خلوص کے ساتھ پیش آنا کسی چیز کو پاک صاف کرنا اور بنانا سنوارنا ۔ ان معانی کے ذریعہ اس کی وسعت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ نصیحت کا مفہوم کسی ایک لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ اس کو ایک جملے میں اسی طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس شخص کی بھلائی چاہنا جسے نصیحت کی جائے ۔ اس خیرخواہی میں ایمان کی دعوت اخلاق کی اصلاح اور فکر و عمل کی تربیت سب کچھ ہی شامل ہے ۔

سورہ اعراف میں نوح علیہ السلام ، صالح علیہ السلام ، شعیب علیہ السلام اور ہود علیہ السلام نے اپنی اپنی قوم سے مخاطب ہو کر جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں :

اَنْصَحُ لَكُمْ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ۔ نَصَحْتُ لَكُمْ میں نے تمہاری خیر خواہی کی ۔ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِين میں تمہارا خیرخواہ ہوں ۔ مطلب یہ ہے کہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے خیرخواہ تھے اور ان کی اصلاح کے لئے بے چین رہتے تھے ۔

لوگ ان کا مذاق اڑاتے تھے اور انہیں جادوگر اور دیوانہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔	افسوس ایسے بندوں کے حال پر ، کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی یہ ہنسی نہ اڑاتے ہوں ۔
(یٰس ایت ۳۰)	

یہ کفار مکہ سے کہا جا رہا ہے کہ دیکھتے اور سنتے نہیں ہیں دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کر کے ہلاک ہو چکی ہیں جن کا نام و نشان مٹ گیا ہے کوئی ان میں سے لوٹ کر واپس نہیں آئی ۔ اس پہ عبرت نہیں ہوتی ۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے وہی تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے ہیں جو پہلے کفار کی عادت تھی ۔ چنانچہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار مکہ کا یہی معاملہ ہے ۔ آپ سے رب العزت کا خطاب ہے :۔

ما انت بنعمة ربك بمجنون ٭ وان لك لاجراً غير ممنون ٭ وانك لعلى خلق عظيم (سورہ قلم ۲-۴)	تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں اور تیرے واسطے بے انتہا بدلہ ہے اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق پر آپ کو پیدا فرمایا ہے کیا دیوانوں میں ان اخلاق کا تصور کیا جا سکتا ہے جس شخص کا خلق اس قدر عظیم مطمح نظر اتنا بلند ہو وہ کسی کے مجنون کہہ دینے پر کیا التفات کرے گا ۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے آپ کو گھلائے ڈالتے تھے جس کی وجہ سے " فلعلك باخع نفسك " کا خطاب سننے کی نوبت آئی ۔

فلعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين (سورہ شعراء آیت ۳)	شاید کہ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر جان دے دیں گے ۔
فلعلك باخع نفسك على آثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا (سورہ کہف آیت ۶)	پس آپ ان کے (اعراض کے) پیچھے غم سے اپنی جان دے دیں گے ۔ اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے ۔

آپ کے غم و تاسف سے معلوم کچھ ایسا ہی ہوتا ہے ۔ یہ ایک نقشہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرخواہی، بلکہ غم خواری اور دلسوزی کا شدید منکروں اور کٹر کافروں تک کے لئے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو تین سال تک شعب ابی طالب میں نظر بند رکھا ۔ طائف میں لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگایا کہ آپ کا مذاق اڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر ماریں حتیٰ کہ آپ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے ۔ آپ کے قید کرنے، وطن سے نکالنے اور شہید کرنے کا منصوبہ بنائے اور آپ نے فتح مکہ کے موقع پر سب کی معافی کا اعلان کیا ۔

خیرخواہی اور اصلاح کا یہ جذبہ اسلام اپنے تمام ماننے والوں کے اندر دیکھنا چاہتا ہے تاکہ معاشرے کا ہر فرد دوسرے کی بھلائی چاہنے والا اور اس کی اصلاح کا طالب بن جائے ۔ ایک طرف حاکم محکوم کی اصلاح کی کوشش کرے تو دوسری طرف محکوم خیرخواہی کی نیت سے حاکم کو اس کی کوتاہیوں اور خامیوں پر متنبہ کرے امیر غریب کی کمزوریوں کو دور کرے ۔ تو غریب امیر کی خرابیوں کو رفع کرے ۔ صاحب علم عام آدمیوں کو جہالت اور نادانی سے بچائے ۔ تو عام آدمی اصحاب علم کو ان کی لغزشوں کی طرف توجہ دلائے ۔ اس طرح پوری امت میں نصیحت اور خیرخواہی کی ایسی فضا پیدا ہو جائے کہ خود بخود اس کی اصلاح ہوتی رہے ۔ کیونکہ اس امت میں جو بگاڑ اور خرابی پیدا ہو اس کی اصلاح کی ذمہ داری کسی دوسرے گروہ پر نہیں ہے ۔ بلکہ خود اسی کو اپنی

اصلاح کرنی ہے۔ اس کا ہر فرد دوسرے کا ہمدرد اور خیر اندیش ہے۔ وہ جس طرح اپنے نفس کی اصلاح و تربیت کی فکر کرتا ہے اسی طرح اسے اپنے مسلمان بھائیوں کی اصلاح کی بھی فکر کرنی چاہیئے۔

حضرت تمیم داری فرماتے ہیں :۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتہم۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان الدین النصیحۃ)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "دین اخلاص اور خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا خیر خواہی اور اخلاص کس کے ساتھ؟ آپ نے ارشاد فرمایا خدا کے ساتھ اس کی کتاب کے ساتھ اس کے رسولؐ کے ساتھ مسلمانوں کے ائمہ اور مسلمان عوام کے ساتھ"

یہ حدیث دین اور اس کے تمام مطالبات کو ایک خاص انداز میں ہمارے سامنے رکھ رہی ہے اسی وجہ سے محدثین نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔

امام نووی نے اپنے پیش رو علماء کی تشریحات کو سامنے رکھتے ہوئے اس حدیث کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :۔

"خدا کے بارے میں نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اس کو تمام صفات کمال سے متصف اور تمام نقائص سے پاک مانا جائے۔ ہر معاملے میں اسی کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے۔ کسی سے بات بھی اسی کیلئے کی جائے اور نفرت بھی اسی کے لئے کی جائے جو اس کا دوست ہو اسے اپنا دوست اور جو اس کا دوست ہو اسے اپنا دشمن سمجھا جائے اسکی نعمتوں کا دل سے اعتراف کیا جائے اور ان پر شکر کیا جائے۔

خدا کے بارے میں نصیحت کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان مذکورہ باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے۔ اور ان کو نرمی اور لطف و محبت سے سمجھایا جائے۔

خدا کی کتاب کے ساتھ نصیحت اور خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اسی حیثیت سے ایمان رکھا جائے کہ وہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے۔ اور ہر انسانی تحریر و تقریر سے بالکل مختلف اور ممتاز ہے وہ ایسا کلام ہے کہ اس جیسے کلام پر کوئی بھی شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ اس کی تعظیم کی جائے خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔ اور اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کی جائے اور اس کے عجائبات میں سوچا جائے۔ اس کے ساتھ خیر خواہی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کے علوم کو پھیلایا جائے۔ اور اس کی طرف دنیا کو دعوت دی جائے۔

خدا کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کے مفہوم میں یہ باتیں شامل ہیں۔

آپ کی رسالت کی تصدیق۔ آپ کی تعلیمات پر ایمان۔ آپ کی اطاعت۔ آپ کی زندگی میں اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی نصرت وحمایت۔ جو آپ کا دشمن ہو اس سے دشمنی اور جو آپ کا دوست ہو اس سے دوستی۔ آپ کا احترام۔ آپ کی سنت کا احیاء۔ آپ کی دعوت کی توسیع۔ آپ کی شریعت کی نشر واشاعت۔ ان پر جو الزام لگایا جائے اسے دور کرنا۔ ان کے علوم کو سیکھنا اور پھیلانا۔ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینا۔ بغیر علم کے اس کے بارے میں بحث کرنے سے پرہیز کرنا۔ حاملین شریعت کا ادب واحترام کرنا وغیرہ۔

اسی طرح یہ بھی آپ کے ساتھ خیر خواہی میں داخل ہے کہ آپ والے اخلاق اپنے اندر پیدا کئے جائیں آپ کے بتائے ہوئے آداب اختیار کئے جائیں۔ آپ کے صحابہ اور اہلبیت سے محبت کی جائے اور بدعت والوں سے دور رہا جائے۔

ائمہ مسلمین کے ساتھ نصیحت اور خیر خواہی میں یہ باتیں شامل ہیں۔

حق میں ان کی اطاعت اور تعاون۔ نرمی کے ساتھ اور بوقت ضرورت سختی کے ساتھ ان کو نصیحت۔ ان کی جھوٹی تعریف سے بچنا۔ لوگوں کو ان کی اطاعت پر آمادہ کرنا۔ مسلمانوں کے جو معاملات ان تک نہیں پہنچے انہیں ان تک پہنچانا اور جن باتوں سے وہ غافل ہیں ان سے آگاہ کرنا اور ان کے خلاف بغیر کسی معقول وجہ کے بغاوت نہ کرنا۔

خطابی نے لکھا ہے کہ ائمہ مسلمین سے علماء دین بھی مراد ہو سکتے ہیں ان کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اور دین کے احکام میں ان کی اتباع کی جائے۔

عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ جن امور میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے ان کی طرف ان کی رہنمائی کی جائے۔ ان کی تکلیفوں کو دور کیا جائے ان پر حسد نہ کیا جائے ان کے لئے وہی چیز پسند کی جائے جو اپنے لئے پسند ہو اور جو چیز اپنے لئے ناپسند ہو ان کے لئے بھی ناپسند کی جائے۔ ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے۔ وہ دین ودنیا کی جن چیزوں سے ناواقف ہیں ان سے انہیں واقف کیا جائے زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل سے ان کی رہنمائی کی جائے ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا جائے اور ان کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کرائے جائیں۔ اور ان کو خدا کی اطاعت پر ابھارا جائے[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کو اتنی اہمیت دی ہے کہ بعض اوقات صحابہ سے اس کیلئے آپ نے خصوصی عہد وپیمان لیا ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح لکل مسلم[2] میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کے لئے بیعت کی ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اصلاح امت اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کا فرض کس قدر غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

---

[1] شرح مسلم جلد ا کتاب الایمان باب بیان الدین النصیحۃ [2] ایضاً